



آفتاب رضویت تابندہ تھا تابندہ ہے
سن لیں اعداء آج بھی سردار احمد زندہ ہے

محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کی مختصر سوانح حیات

از افادات

عاشق مدینہ پاسبان مسلک رضا مجاہد ملت نباض قوم مولانا پیر مفتی

مدظلہ العالی

ابوداؤد محمد صادق صاحب

امیر جماعت رضائے مصطفےٰ پاکستان

ناشر:

ادارہ رضائے مصطفےٰ
چوک دارالسلام گوجرانوالہ
فون نمبر ۰۴۳۱-۳۱۷۰۹۸۷ فیکس نمبر ۰۰۹۲-۴۳۱-۳۲۰۸۹۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یاسیدی یارسول اللہ

یاالٰہی سردار احمد پہ ہو وقتِ اجل
مرشدی سردار احمد بارضا کے واسطے

احمد رضا کے فیض کے در ہیں کھلے ہوئے
سردار احمد اس کے ہیں ساقی بنے ہوئے



احمد رضا کے فیض کا در ہے کھلا ہوا
ہے قادری فقیروں کا جھنڈا گڑا ہوا

محدث اعظم مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اِک ابرِ کرم اِک کوہِ ہمم
اِک فیض کا یم سردار احمد
چشمۂ عرفاں گلبنِ عشق
اِک سروِ ارم سردار احمد
اِک مہرِ مبیں سردار احمد
اِک ماہِ جبیں سردار احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝

(پارہ ۱۶، رکوع ۹)

"بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے عنقریب ان کیلئے رحمان محبت کر دے گا"۔

(ترجمہ کنزالایمان)

حمد للہ کیا شہرہ ہوا سردار احمد کا
کہ اک عالم فدائی ہوگیا سردار احمد کا

محدث اعظم پاکستان

شیخ الحدیث مولانا ابو الفضل محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی

مختصر سوانح حیات

ازافادات: عاشقِ مدینہ، فاضلِ نگینہ، مولانا علامہ

الحاج ابو داؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی

امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان

ترتیب و پیشکش: الحاج صاحبزادہ ابو الرضا محمد داؤد رضوی

ناشر: مکتبہ رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ

ہدیہ ۱۵ روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ الک و اصحابک یا حبیب اللہ

﴿پیش لفظ﴾

شوال المکرم ۱۳۶۸ھ مطابق جولائی ۱۹۴۹ء میں جب محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے سرزمین لائلپور (موجودہ فیصل آباد) میں ورود مسعود فرما کر دورۂ حدیث شریف کا آغاز فرمایا تو جن خوش نصیب طلباء کو دورۂ حدیث شریف کی اس اولین جماعت میں حاضر ہونے اور حدیث پاک پڑھنے کا شرف حاصل ہوا ان میں والد محترم حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی بھی شامل تھے۔ دوران طالبعلمی بالخصوص اور گوجرانوالہ آمد کے بعد بالعموم والد محترم کو حضرت محدث اعظم پاکستان سے قریبی لگاؤ اور آپ کی خصوصی محبت و شفقت کی وجہ سے مجالس فیض میں شمولیت کا کافی موقع ملا۔ چنانچہ والد محترم نے اس کا ذکر اور حضرت صاحب کی پیاری باتوں کا تذکرہ مختلف اوقات میں کئی مضامین میں تحریر کیا جو کہ اہلسنت کے مختلف رسائل و کتب بالخصوص ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ میں شائع ہوتے رہے۔ عرصہ سے خواہش تھی کہ ان مضامین کو کتابی شکل میں یکجا کر دیا جائے تاکہ دیگر برادران اہلسنت بھی حضرت محدث اعظم پاکستان کی پیاری پیاری باتوں سے استفادہ کریں۔

ع ــــ اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے کے مصداق الحمد للہ اب ایسے چند مضامین کو شائع کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ قبول فرمائے حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز کی دینی خدمات جلیلہ پر انہیں بہترین جزاء خیر سے نوازے اور والد محترم مدظلہ العالی کو بیش از بیش مذہب مہذب و مسلک حق کی اشاعت کی توفیق ارزانی عطا فرمائے اور والد محترم و تمام علماء و مشائخ اہلسنت کا سایہ تادیر ہمارے سروں پہ قائم و دائم فرمائے اور ہم سب کو بزرگان دین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فقیر ابوالرضا محمد داؤد رضوی

۲۹ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

عاشق مصطفیٰ، فدائے غوث الوریٰ، جانثار بو حنیفہ، نائب امام احمد رضا، آفتاب شریعت، مہتاب طریقت، محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث مولانا علامہ الحاج ابو الفضل محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش مبارک موضع دیال گڑھ ضلع گورداسپور میں (۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۳ء میں) ہوئی۔ والد محترم کا نام چوہدری میراں بخش صاحب تھا جو اپنے علاقہ کے ممتاز زمیندار اور بڑے دیانتدار آدمی تھے۔ حضرت شیخ الحدیث نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی اور پھر اسلامیہ ہائی سکول بٹالہ میں میٹرک پاس کیا۔ ازاں بعد لاہور تشریف لائے اور ایف اے کی تیاری شروع کی لیکن چونکہ قدرت نے آپ کو انگریزی لائن کی بجائے دینی راستہ کا ایک ممتاز و عظیم و جلیل رہنما بنانا تھا اس لئے حسن اتفاق سے انہی دنوں لاہور میں مرکزی دار العلوم حزب الاحناف کے زیر اہتمام ایک بہت بڑا تاریخی جلسہ منعقد ہوا جس میں دیگر بکثرت علماء و مشائخ کے علاوہ شہزادہ اعلیٰحضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان صاحب (رحمۃ اللہ علیہما) نے بھی شرکت فرمائی۔ حضرت محدث اعظم نے اپنے اس "عالم شباب" زمانہ میں جب حضرت حجۃ الاسلام کی زیارت کی اور ان کی دست بوسی فرمائی تو زیارت جہت امارت کا آپ پر فوری طور پر ایسا اثر ہوا کہ تجلی دیدار کی برکت نے آپ کی کایا پلٹ دی اور دل کی دنیا بدل کر رکھ دی اور گیارہویں کلاس کے اس نوجوان سٹوڈنٹ کا دل فی الفور دنیا داری و مغرب زدگی سے اچاٹ ہو گیا اور اس کی بجائے اسلامی جذبہ، علم دین و خدمت اسلام نے آپ کے دل میں جگہ لے لی۔ آپ کو اپنی گذشتہ زندگی پر افسوس ہوا کہ اتنا زمانہ خواہ مخواہ انگریزی پڑھی، علم دین حاصل نہ کیا اور زندگی بے کار گزار دی اب اس کی تلافی کیلئے ان (حجۃ الاسلام) کے ساتھ جا کر اور بریلی شریف ان کی خدمت میں رہ کر علم دین حاصل کر کے خدمت اسلام کا کوئی کام کرنا چاہیے۔

~ تمنا ہے کہ اس دنیا میں کوئی کام کر جائیں ۔ اگر کچھ ہو سکے تو خدمت اسلام کر جائیں

عرض مدعا: چنانچہ دل میں ذوق و شوق راسخ ہو جانے کے بعد آپ حضرت حجۃ الاسلام کے پیچھے پیچھے ہو لئے۔ ان کا قیام حضرت شاہ محمد غوث قدس سرہ کے آستانہ عالیہ پر تھا چنانچہ آپ حجۃ الاسلام کے پاس حاضر ہوئے اور اپنی اس کیفیت و انقلاب قلبی کا ذکر کر کے آپ کے ساتھ بریلی شریف جانے اور علم دین حاصل کرنے کی تمنا کا اظہار کیا۔ حضرت حجۃ الاسلام نے بڑا کرم فرمایا اور بکمال شفقت حضرت شیخ الحدیث کی اس مبارک تمنا کو شرف قبولیت عطا فرمایا اور دو دن مزید قیام کے بعد آپ کو اپنے ساتھ بریلی شریف لے گئے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے ۔۔۔ پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

اجمیر و بریلی کی برکات: بریلی شریف میں حضرت حجۃ الاسلام نے آپ کو اپنے زیر سایہ رکھ کر دینی تربیت فرمائی اور منیہ شریف و قدوری تک کتابیں خود پڑھائیں۔ بعد ازیں حضرت محدث اعظم آپ سے اجازت لے کر اجمیر شریف مصنف "بہار شریعت" حضرت صدر الشریعہ مولانا علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر تحصیل علم میں مشغول ہوئے۔ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کے حلقہ درس میں آپ کی ایک ممتاز حیثیت تھی اور حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کی بھی آپ پر خاص شفقت اور نظر عنایت تھی چنانچہ اجمیر شریف کی مقدس سر زمین پر اس باکمال استاذ کی خدمت میں آٹھ سال رہ کر اس نونہال شاگرد نے علوم دینیہ معقول و منقول کی تکمیل فرمائی اور تحصیل علم سے فراغت کے بعد حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ نے بریلی شریف ہی کیلئے آپ کا انتخاب فرمایا اور اجمیر شریف جیسے روحانی مرکز سے تکمیل و فراغت کے بعد دنیائے اسلام کے مایہ ناز و اہلسنت کے مرکزی مقام بریلی شریف میں آپ ایک نئی شان کے بعد دوبارہ حاضر ہوئے۔ بریلی شریف میں پہلی مرتبہ آپ کی آمد ایک مبتدی کی صورت میں تھی اور دوسری مرتبہ کی اس حاضری میں آپ منتہی ہو چکے تھے۔

بریلی شریف میں سولہ سال: بریلی شریف میں حضرت شیخ الحدیث اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے بڑے شہزادے حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان صاحب

علیہ الرحمۃ کی زیر سرپرستی جامعہ رضویہ منظر اسلام محلہ سوداگران میں پانچ سال اور چھوٹے شہزادے مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زیر اہتمام جامعہ رضویہ منظر اسلام مسجد بی بی جی میں گیارہ سال دینی تعلیمی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ منظر اسلام میں امور عامہ 'قاضی صدر' شرح عقائد' خیالی' حمد اللہ' میبذی' ملا حسن' ملا جلال' حسامی' ہدایہ اخیرین و مشکوٰۃ شریف جیسی عظیم درسی کتب پڑھاتے رہے اور منظر اسلام میں صدر المدرسین و شیخ الحدیث جیسے بلند پایہ منصب پر فائز رہے اور اس دوران میں دنیا کے گوشہ گوشہ سے تشنگان علوم بریلی شریف جیسے عظیم الشان مرکز میں پہنچے اور حضرت شیخ الحدیث کے علم و فضل سے بہرور ہوئے۔ حضرت حجۃ الاسلام و حضرت مفتی اعظم کی آپ پر خصوصی نوازشات کے باعث بہت سے لوگ آپ کو خاندان رضویت کا ہی ایک فرد سمجھتے' قیام بریلی کے دوران آپ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کی معیت میں حج و زیارت سے بھی مشرف ہوئے اور ۱۳۶۲ھ میں (بعمر ۳۰ سال) حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں بریلوی کی نماز جنازہ پڑھانے کی سعادت بھی آپ ہی کے حصہ میں آئی۔ (رحمۃ اللہ علیہما)

شہادت کی افواہ: بریلی شریف میں ایک مرتبہ ہندو مسلم فسادات کے دوران حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے شہید ہو جانے کی افواہ پھیل گئی جس کے باعث دنیائے سنیّت میں انتہائی صدمہ محسوس کیا گیا اور جگہ جگہ آپ کے ایصال ثواب کیلئے مجالس منعقد ہوئیں لیکن چونکہ قدرت کو ابھی آپ سے دینی خدمات کے سلسلہ میں ہندوستان و پاکستان میں بہت بھاری کام لینا مقصود تھا اس لئے وہ افواہ اس وقت غلط ثابت ہوئی جس سے اہلسنّت میں فرحت و مسرت کی لہر دوڑ گئی اور اس خوشی میں مجالس تہنیت کا انعقاد ہوا۔ صدر الافاضل حضرت مولانا محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی علیہ الرحمۃ آپ کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کیلئے بنفس نفیس بریلی شریف تشریف لائے اور آپ کی پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا "میں آپ کو دیکھنے ہی کیلئے آیا تھا"۔ آپ کے استاد محترم صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی

رحمۃ اللہ علیہ خود تشریف نہ لاسکے تو آپ کو اپنے در دولت پر طلب فرمایا اور آپ کو خیر و عافیت دیکھ کر اس خوشی میں رات کو محفل میلاد شریف کا انعقاد فرمایا۔

تاریخی مناظرہ: حضرت شیخ الحدیث نے یوں تو بکثرت مناظروں میں شرکت فرما کر باطل کو نگوں سار کیا اور شان رسالت و حقانیت اہلسنت کا پرچم بلند فرمایا لیکن بریلی شریف میں ۱۳۵۴ھ میں دیوبند کے مایہ ناز مناظر مولوی منظور سنبھلی سے آپ کا جو معرکۃ الآراء اور فیصلہ کن مناظرہ ہوا وہ ایک تاریخی مناظرہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس مناظرہ میں آپ کو ایسی عظیم الشان فتح و کامیابی ہوئی کہ دیوبندی مناظر آپ کے جذبۂ حق، زور بیان اور قوت استدلال سے عاجز آکر اپنی پارٹی سمیت میدان مناظرہ سے فرار ہو گئے اور اکابر دیوبند کی گستاخانہ عبارات کو صحیح ثابت نہ کر سکے۔ چنانچہ اس فتح کی خوشی میں ایک عظیم الشان جشن مسرت منایا گیا اور آپ کو احباب اہلسنت و علماء کرام کی طرف سے "تاج الفتح" پہنایا گیا۔

لطیفہ: تاریخی مناظرہ میں جب حضرت شیخ الحدیث نے تقریر شروع فرمائی اور "حفظ الایمان" سے مولوی اشرف علی تھانوی کی توہین آمیز عبارت پڑھ کر اس کا رد شروع فرمایا تو مولوی منظور نے بھی خلاف ضابطہ تقریر شروع کر دی چنانچہ چند منٹ یہی بے ضابطگی رہی اور دونوں تقریریں جاری رہیں آخر حضرت شیخ الحدیث کی پر جوش تقریر و بلند آوازی نے مولوی منظور کو خاموش کر دیا اور وہ بے چارے سر پکڑ کر رہ گئے اور حضرت شیخ الحدیث سے کہنے لگے "آپ تو مولانا حشمت علی خاں سے بھی بڑھ گئے"۔

قصائد تہنیت: تاریخی مناظرہ کی کامیابی پر شعراء اہلسنت نے جو قصائد پیش کئے ان میں حافظ محمد جان صاحب بریلوی کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

حق پہ ہیں سردار احمد آشکارا ہو گیا — اہل باطل کی شکستوں کا نظارا ہو گیا

اب گلے مل مل وہابی رو رہے ہیں زار زار — کیا کریں قسمت کا لکھا آشکارا ہو گیا

حافظا انصاف اہل حق ہے یہ میدان سے — شک نہیں منظور بھاگا آشکارا ہو گیا

پاکستان میں تشریف آوری: ۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک کے وقت آپ رمضان المبارک کی چھٹیاں گذارنے کیلئے دیال گڑھ اپنے دولت کدہ پر تشریف فرما تھے کہ تقسیم ملک کے سلسلہ میں فسادات شروع ہو گئے۔ ادھر چونکہ سر زمین پاکستان کو آپ کے وجود مسعود کی ضرورت تھی اور بریلی شریف میں سردار احمد کی صورت میں آفتاب علم و فضل کی ضیاپاشیوں کے بعد سر زمین پاکستان میں لائل پور (فیصل آباد) کو مرکز بنا کر دین کا ڈنکا بجانا اور مذہب حق اہلسنت کا چرچا فرمانا مقدر ہو چکا تھا اس لئے آپ دیال گڑھ ضلع گورداسپور (ہندوستان) سے ہجرت فرما کر بفضلہ تعالیٰ مع اہل و عیال، عزت و حفاظت پاکستان تشریف لائے اور کچھ عرصہ عارضی طور پر ساروکی ضلع گوجرانوالہ میں قیام فرمایا اور اس بستی کو اپنے فیوض و برکات سے نوازا۔

فیصل آباد میں چودہ سال: ساروکی میں قیام کے دوران آپ کو اپنے پاس ٹھہرانے کیلئے مختلف علماء و مشائخ و امراء کی فرمائشیں موصول ہوئیں لیکن چونکہ لائلپور کی "سنگلاخ و خشک" سر زمین کا آپ کے فیوض و برکات سے بہرہ ور ہونا اور دنیائے سنیت کا مرکزی مقام بننا مقرر ہو چکا تھا۔ اس لئے آپ ساروکی کچھ عرصہ قیام کے بعد بالکل بے سرو سامانی کے ساتھ سراسر اجنبی و بیگانہ ماحول میں شوال المکرم ۱۳۶۸ھ میں لائلپور وارد ہوئے اور ہزاروں مخالفتوں اور شورشوں کے باوجود تھوڑے ہی عرصہ میں نہ صرف لائلپور کی کایا پلٹی بلکہ پورے پاکستان میں مذہبی بیداری و مجاہدانہ جذبہ اور جماعتی ولولہ کی ایک روح دوڑا دی۔

فیصل آباد میں تشریف آوری کے بعد محلہ سنت پورہ میں ایک متروکہ مقام پر آپ نے انتہائی گمنامی و خاموشی کے ساتھ خدمت و تبلیغ دین کا سلسلہ محض توکلاً علی اللہ شروع فرمایا۔ ان دنوں رہائش و تعلیم و تدریس اور نماز جمعہ کا پروگرام یہیں سرانجام پاتا رہا۔ فقیر (محمد صادق) جب آپ کی خدمت میں ۱۳۶۸ھ میں یہاں حاضر ہوا تو صرف گنتی کے چند طلباء اکتساب فیض میں مشغول تھے جن کے ساتھ فقیر بھی اس بحر فیوض و برکات میں غوطہ زن ہو گیا۔ دونوں وقت تنور سے دال روٹی اور دہی منگوا کر آپ طلباء کے ساتھ ایک دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے۔ کچھ دنوں بعد محلہ گورونانک پورہ سے "تھڑے" کی صورت میں

ایک مسجد میں "امام" کیلئے درخواست موصول ہوئی۔ حضرت کی نظر انتخاب اس فقیر پر پڑی اور مجھے اس مسجد کا امام مقرر کر دیا گیا۔ بوقت صبح اور ظہر کے بعد اسباق ہوتے تھے فقیر نماز فجر و ظہر کے بعد ضروری کتابیں اٹھا کر حاضر ہو جاتا تھا اور باقی اوقات مسجد میں گذارتا۔ گویا طالبعلمی کا دور اور محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی ہمنشینی و فیض مجلس۔ ع ...... آتا ہے یاد مجھ کو گزرا ہوا زمانہ

گولباغ میں جلوہ گری: کچھ مدت بعد آپ نے ست پورہ کی بجائے جھنگ بازار گول باغ کے احباب کی درخواست پر گول باغ میں جمعہ پڑھانا شروع فرمادیا اور گول باغ کی "شاہی مسجد" (جس کی چھت اور دیواریں ندارد) کے ایک بالکل معمولی و مختصر سے حجرہ میں رہائش اختیار فرمائی۔ جمعہ باغ میں ادا ہوتا' نمازیں مسجد میں پڑھی جاتیں اور سائبان کے نیچے مسجد میں بعد کو درس حدیث پڑھایا جاتا۔ آپ کی شخصیت اور زبان و اخلاق میں کچھ ایسی کشش تھی کہ جو آپ کا ہو جاتا' جوبات سنتا فریفتہ ہو جاتا۔ آہستہ آہستہ حلقہ درس' نمازیوں کی تعداد اور جمعہ کی رونق میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا' گویا گول باغ میں قدرت خداوندی نے علم و عرفان اور فیوض و برکات کا ایک وسیع و عریض باغ لگا دیا جس کی ایمان افروز روح پرور ہوا ایک مہر خوشبو میں مخلوق خدا کے دلوں کو کھینچنے لگیں۔ مولانا "سردار احمد" کے توسط سے اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا فیض جہان میں پھیلنے لگا اور اس شعر کا منظر آنکھوں کے سامنے گھومنے لگا۔

احمد رضا کے فیض کے در ہیں کھلے ہوئے
سردار احمد اس کے ہیں ساقی بنے ہوئے

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ چونکہ ہر جمعہ کو ایک معتدبہ تعداد کا اضافہ ہوتا تھا۔ اس لئے ہر مرتبہ نماز جمعہ کا سلام پھیرنے کے بعد اگلی صفوں والے فوراً اٹھ کر دور تک پھیلی ہوئی پچھلی صفوں پر نظر دوڑاتے اور ہر مرتبہ جمعہ میں شرکت کرنے والوں میں اچھی خاصی تعداد کا اضافہ دیکھ کر نعرہائے تحسین بلند کرتے اور حمد الٰہی بجالاتے۔ جب چھوٹا "گول باغ" حاضرین کی دن بدن بڑھتی ہوئی تعداد کو اپنے میں نہ سمو سکا تو پھر سڑک کی دوسری طرف بڑے "گول

باغ" میں نماز جمعہ کا سلسلہ شروع کیا گیا اور ساتھ ہی مرکزی جامعہ رضویہ مظہر اسلام سنی رضوی جامع مسجد کی تعمیر کا وسیع پروگرام جاری رہا اور فی الواقع ہر لحاظ سے دن دوگنی رات چوگنی ترقی و کامیابی ہوتی رہی اور یہ عجیب بات ہے کہ مخالفین نے جتنی تیز رفتاری سے پے در پے سازشیں کیں اتنی ہی تیز رفتاری سے اہلسنت و جماعت کا حلقہ وسیع اور تبلیغ و اشاعت کا سلسلہ دراز ہوتا رہا اور حضرت شیخ الحدیث کی برکت و خلوص اور مجاہدانہ عزم سے بلا خوف تردید اس شعر کی عملی صورت دیکھنے میں آئی کہ ۔

اسلام کے پودے کو قدرت نے لچک دی ہے — اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

صرف ہم نے ہی نہیں بلکہ ایک دنیا نے دیکھا کہ وہ مولانا سردار احمد جو بالکل بے سروسامانی کے ساتھ خاموشی و گمنامی کی حالت میں سراسر اجنبی و بیگانہ ماحول میں وارد ہوئے تھے جب انہوں نے لائلپور سے سفر آخرت اختیار فرمایا تو اپنے پیچھے جامعہ رضویہ مظہر اسلام سنی رضوی جامع مسجد جیسی عظیم الشان یادگار عمارات 'سنی رضوی کتب خانہ' ہزاروں مریدین و تلامذہ اور کم و بیش تین لاکھ انسانوں کو جنازہ میں شریک چھوڑا اور آپ کی رحلت کا صدمہ عظیمہ نہ صرف پاکستان بھر میں محسوس ہوا بلکہ مدینہ منورہ و ہندوستان میں بھی اس کو شدید طور پر محسوس کیا گیا اور اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد کا نظارہ آنکھوں کے سامنے آگیا

ع واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے — یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا

عرش پہ دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا — فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا

حد یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدہ و مسلک کے شدید ترین مخالف مکاتب فکر کے علماء نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ میں شرکت کو اپنے لئے سعادت سمجھا اور الفضلُ ما شہدت بہ الاعداء کا خوب خوب مظاہرہ ہوا ۔

درس حدیث : قدرت نے حضرت شیخ الحدیث کی زبان میں جو حلاوت اور گفتگو میں چاشنی رکھی تھی اس نے ویسے ہی لوگوں کو آپ کا گرویدہ بنا دیا تھا لیکن دورہ حدیث میں درس حدیث کے دوران آپ کا جو انداز بیان ہوتا تھا اس کی لذت و چاشنی سننے والے ہی جانتے ہیں ۔ اس

وقت آپ پر ایک ایسی کیفیت طاری ہوتی تھی جس سے حاضرین بھی متاثر ہوتے تھے اور طلباء کے علاوہ دیگر احباب بھی اس موقع پر آپ کے بیان سے ایک خاص حظ اٹھاتے تھے۔ اسا اوقات حضور ﷺ کی شیون و صفات کے ذکر پر غلبہ عشق رسالت کی بنا پر آپ فرط محبت سے آبدیدہ ہو جاتے اور حاضرین کی آنکھوں میں بھی آنسو تیرنے لگتے اور ساری مجلس پر رقت طاری ہو جاتی اور بعض اوقات غلبہ رقت کے باعث دوران درس ہی قصیدہ بردہ شریف یا ملا جامی و فاضل بریلوی اور مولانا حسن رضا خاں صاحب (رحمۃ اللہ علیہم) کے نعتیہ کلام سے دار الحدیث کے در و دیوار گونجنے لگتے۔ عشق مصطفوی کا یہ عالم تھا کہ حدیث پاک میں رسول پاک ﷺ کے "ضحک مبارک" یعنی تبسم فرمانے کا ذکر آتا تو آپ بھی محض حضور سرور عالم ﷺ کی ادا کو اپنانے کیلئے تبسم فرماتے اور طلباء کو بھی تبسم کی ہدایت فرماتے اور اس کے باوجود جن حضرات کے لبوں پر آپ تبسم نہ دیکھتے تو انہیں آپ شخصی طور پر مخاطب کر کے فرماتے "مولانا شاہ صاحب! آپ کے لبوں پر تبسم کیوں نہیں۔ رسول پاک ﷺ کے تبسم فرمانے پر اگر آپ نے تبسم نہ فرمایا تو تبسم کا اور کونسا موقع ہو گا؟" اسی طرح جب صداقت و امانت، تقویٰ و طہارت، جہاد و شجاعت، صبر و قناعت، تبلیغ و توکل، اخلاق وغیرہ کا بیان ہوتا تو آپ ان کی خوب وضاحت فرماتے۔ طلباء کی تربیت فرماتے، انہیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلاتے اور ان اخلاق سے متصف ہونے کی ہدایت فرماتے اور آج کل بعض کاروباری اور پیشہ ور مولویوں میں جو تکلفات، نزاکتیں اور سودے بازی پائی جاتی ہے اس کا خوب رد فرماتے اور طلباء کو ایسی باتوں سے بچنے اور توکل و خلوص کے ساتھ شیر بن کر پر خلوص و بے لوث خدمت دین اور اتباع شریعت و سنت کی تلقین فرماتے۔ حدیث پاک کے ادب کے پیش نظر آپ درس حدیث کے دوران دنیاوی خارجی گفتگو سے اجتناب فرماتے اور دوران درس جو احباب و حضرات حاضر ہوتے انہیں اشارہ سے بیٹھ جانے کا حکم فرماتے اور سبق ختم کرنے یا چھٹی ہونے کے بعد گفتگو فرماتے۔ ایک مرتبہ دوران درس آپ کی خالہ صاحبہ کا پیغام آیا کہ "مجھے آ کر مل جاؤ" آپ نے فرمایا "ان سے عرض کر دو میں حدیث پڑھا رہا ہوں وہ انتظار کریں یا پھر کسی وقت یاد فرمائیں"۔ اس موقع پر کوئی "افسر و چوہدری" بھی آ جاتا تو اسے بھی انتظار کرنا پڑتا۔

مدینہ کی سوغات: جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ آپ کے ہاں درس حدیث میں درود شریف، قصیدہ بردہ اور نعت پاک کا ورد عام ہوتا تھا۔ دوسری مرتبہ جب آپ نے حج و زیارت کے بعد تشریف لاکر درس حدیث شروع فرمایا تو آپ کا یہ دستور ہو گیا کہ درس حدیث کی ابتدا میں مندرجہ ذیل درود شریف و استغاثہ کے عربی اشعار بڑے درد و سوز کے ساتھ خود بھی پڑھتے اور طلباء سے بھی پڑھواتے۔ جس کے باعث ایک عجیب پر کیف سماں پیدا ہو جاتا۔ آپ ان اشعار میں آخری کا الف دو مرتبہ پڑھتے اور فرماتے "مدینہ طیبہ میں اہل عرب کو روضہ اقدس پر ایسا ہی پڑھتے دیکھا۔" وہ اشعار مبارکہ یہ ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی بَدرِ التَّمَام	اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی نُورِ الظَّلام
اے اللہ درود بھیج مکمل چاند پر	اے اللہ درود بھیج تاریکیاں دور کرنے والے پر
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مِفتَاحِ دَارِ السَّلام	اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی شَفِیعٍ فِی جَمِیعِ الاَنَام
اے اللہ درود بھیج جنت کا دروازہ کھولنے والے پر	اے اللہ درود بھیج لوگوں کی شفاعت فرمانے والے پر
یَا اِمَامَ الرُّسُلِ وَ یَا سَنَدِی	اَنتَ بَابُ اللّٰہِ وَ مُعتَمَدِی
اے رسولوں کے امام میری سند	آپ اللہ کی نعمت رحمت کا دروازہ اور میرے معتمد ہیں
فَبِدُنیَا وَ بِاٰخِرَتِی	یَا رَسُولَ اللّٰہِ خُذ بِیَدِی
پس میری دنیا اور میری آخرت میں	اے اللہ کے رسول میری دستگیری فرمایئے

طلباء پر شفقت: جس طرح آپ ہر بد مذہب و بد عقیدہ سے متنفر و بیزار اور باطل کے حق میں برہنہ تلوار تھے اسی طرح آپ ہر سنی بھائی و صحیح العقیدہ احباب کے ہمدرد و خیر خواہ تھے اور اہلسنت کیلئے آپ کے دل میں بڑا پیار تھا۔ ایک دفعہ جامعہ رضویہ کے سالانہ اجلاس کے موقعہ پر احباب اہلسنت جوق در جوق حاضر ہو رہے تھے اور آپ ان سے مل کر بڑی خوشی کا اظہار فرما رہے تھے اور ارشاد فرماتے تھے "سنی بمنزلہ ایک چراغ کے ہے۔ جتنے سنیوں کا اجتماع ہو گا۔ اتنے ہی چراغ زیادہ ہونگے اور ان کی روشنی و خیر و برکت عام ہو گی"۔ یہ تو تھے عام اہلسنت کیلئے جذبات لیکن جہاں تک طلباء علم دین کا تعلق ہے۔ ان پر آپ کی مہربانی و شفقت

بہت زیادہ تھی اور دینی مدارس و دینی طلباء کو دیکھ کر آپ بہت خوش ہوتے تھے اور جو جتنی زیادہ محنت، دینی خدمت اور مذاہب باطلہ کا رد کرتا آپ اتنا ہی اس سے خوشنودی کا اظہار فرماتے۔ بعض اوقات طلباء کی مالی خدمت اور ان کی دعوت بھی کرتے اور علماء اہلسنت کی ضروری تصانیف ان میں تقسیم فرماتے۔ آپ کو کبھی کسی طالب علم کو جھڑکتے' گالی دیتے اور مارتے نہیں دیکھا گیا۔ آپ طلباء سے بالخصوص بڑے اخلاق کے ساتھ پیش آتے۔ چھوٹے چھوٹے طالبعلموں کو مولوی صاحب' حافظ صاحب اور مولانا صاحب کے الفاظ سے مخاطب فرماتے اور ان کی ڈھارس بندھاتے۔ محنت کے ساتھ علم دین حاصل کرنے اور خلوص کے ساتھ خدمت دین کی تلقین اور مذہب حق اہلسنت پر مضبوطی سے قائم رہنے اور باطل کے مقابلہ میں ڈٹے رہنے کی نصیحت فرماتے اور طلباء میں آپ کی ان نصیحت آمیز شفقت بھری باتوں سے خود بخود علم دین کے حصول کا شوق اور خدمت دین کا جذبہ بیدار ہو جاتا۔ آپ کی گفتگو و زیارت سے کئی دنیادار دیندار بن جاتے اور دنیوی تعلیم و کاروبار چھوڑ کر علم دین و خدمت اسلام کو نصب العین بنا لیتے۔ آپ نے اپنے کئی طلباء کو علم پڑھانے کے علاوہ انہیں مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں حاضری کی سہولت بہم پہنچائی اور ان کی شادی و نکاح کا اہتمام فرمایا۔ خود اس راقم الحروف پر بڑی شفقت و نوازش فرماتے حج و زیارت کی سعادت سے مشرف ہونے کے موقع پر آپ نے بڑی حوصلہ افزائی فرمائی۔ روانگی سے قبل شاہی مسجد میں تقریر کرائی اور آپ خود اور دیگر احباب سے امداد دلوائی اور جب فقیر مع والدہ و ہمشیرہ حج و زیارت کی سعادت کے حصول کے بعد واپس ہوا تو لاہور ریلوے اسٹیشن پر آپ کو استقبال کیلئے موجود پایا پھر آپ نے فیصل آباد بلوایا' شاہی مسجد میں تقریر کرائی اور حرمین طیبین کی حاضری کے واقعات سن کر بڑی مسرت کا اظہار فرمایا۔ بعد ازاں جب کچھ عرصہ بعد آپ گوجرانوالہ تشریف لائے اور مسجد کے حجرہ میں نعت خوانی شروع ہوئی اور یہ نعت شریف پڑھی گئی۔

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ ۔۔۔ کہ سب جنتیں ہیں نثار مدینہ

تو آپ نے خصوصی توجہ فرما کر اس نعت شریف میں فی البدیہہ ان دو شعروں کا اضافہ فرمایا:

۔ ہوئے جب سے حاضر ہیں روضہ پر تیرے　　جبھی سے ہیں صادق نثار مدینہ
کبھی گرد کعبہ کبھی پیش روضہ　　میں قربان مکہ نثار مدینہ

مختلف اوقات میں مقدمات و گرفتاری کے موقع پر بھی آپ بڑی ہمدردی و خیر خواہی فرماتے رہے اور نکاح کے موقع پر بھی بنفس نفیس شرکت فرما کر شفقت کا بھرپور مظاہرہ فرمایا

گوجرانوالہ کی عظیم الشان مرکزی جامع مسجد زینۃ المساجد میں جب امام و خطیب کی ضرورت محسوس ہوئی تو انتظامیہ کے بزرگ رکن حاجی احمد دین صاحب مرحوم محدث اعظم علیہ الرحمۃ کی خدمت میں فیصل آباد حاضر ہوئے اور امام و خطیب کیلئے عرض کیا تو حضور نے فقیر کا انتخاب کیا اور گوجرانوالہ جانے کا حکم فرمایا۔ گوجرانوالہ تقریباً وہابیت زدہ علاقہ تھا اور یہاں گنتی کی دو تین سنی مساجد اور دو تین سنی علماء تھے۔ فقیر نے زینۃ المساجد میں حاضر ہو کر بفضلہ تعالیٰ امامت و خطابت اور درس قرآن اور کچھ نشر و اشاعت کا سلسلہ شروع کر دیا اور آپ کی دعاؤں اور نظر انتخاب کی برکت سے سنی ماحول فروغ پایا۔ کچھ عرصہ بعد جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم کا قیام اور رسالہ رضائے مصطفےٰ و مکتبہ "رضائے مصطفےٰ" کا بھی اجراء ہو گیا۔ سینکڑوں سنی علماء اور مساجد و مدارس کا بھی اضافہ ہو گیا اور سارا شہر صلوٰۃ و سلام سے گونجنے لگا۔ فالحمد للہ علی ذالک

دوران دورہ حدیث شریف ایک مرتبہ راویان حدیث کی کنیتوں کا تذکرہ چھڑا اور حضرت صاحب علیہ الرحمۃ نے کنیتیں تقسیم فرمائیں تو فقیر کو "ابو داؤد" کنیت عطا ہوئی اور پھر مولیٰ تعالیٰ نے اس کی برکت سے محمد داؤد بھی عطا فرمایا اور ابو داؤد کو اسم بامسمیٰ بنا دیا۔

پے در پے مسلسل اس نظر عنایت اور ان شفقتوں اور مہربانیوں کا کہاں تک بیان کیا جائے۔

یاد رہے کہ فقیر نہ تو کسی عالم دین کا صاحبزادہ ہے اور نہ ہی کوئی پیرزادہ، صرف آقائے نعمت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شاگرد اور خادم ہے اور جو کچھ ہے آپ کے فیضان صحبت و نظر عنایت و ادعیہ مبارکہ کی برکت و دولت ہے اور اسی وجہ سے علمائے کرام و

برادران اہلسنت و احباب طریقت فقیر سے محبت فرماتے ہیں۔

صادق میں غلام شیخ الحدیث ہوں   اک عاشق رسول کی صحبت پہ ناز ہے

آہ! ع   اب کہاں سے لائیں گے ایسا شفیق و مہرباں

کوہِ استقلال و پیکر استقامت

محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو رب تعالیٰ نے جہاں اور بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا وہاں آپ میں استقامت و استقلال اور ہمت و شجاعت بھی بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔ آپ اپنے عقیدہ و مسلک کے معاملہ میں لچک اور دورنگی کے قائل نہیں تھے۔ جس بات کو آپ حق سمجھتے اس پر ڈٹ جاتے اور جب بھی موقع آتا باطل اور خلاف عقیدہ و مسلک معاملہ کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو جاتے تھے۔ حضرت صاحبزادہ پیر سید فیض الحسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بقول "جب عمومی اخلاق کے ظہور کا وقت ہوتا تو وہ رگ گل سے بھی نرم تر تھے لیکن جب عقائد حقہ کے تحفظ کا معاملہ آتا تو کوہ وقار تھے" آپ خود بارہا فرماتے تھے کہ میں رہتا گول باغ میں ہوں لیکن میرا عقیدہ گول مول نہیں ہے۔

مسئلہ ہلال : دینی تصریحات اور اکابر علماء کے متفقہ فیصلہ کے مطابق آپ کے نزدیک ہلال عید و رمضان کے سلسلہ میں محض ریڈیو کی خبر پر اعتبار و اس پر اعتماد شرعاً جائز نہیں تھا۔ چنانچہ بارہا ایسا ہوا کہ ادھر مقامی طور پر نہ ماہ رمضان و عید سعید کا چاند نظر آیا اور نہ شرعی شہادت حاصل ہوئی اور ادھر ریڈیو سے ہلال عید و رمضان کی خبر نشر ہو گئی لیکن حکام کے رویہ و عوام کے رجحان اور مخالفین کے پراپیگنڈا و دباؤ کے باوجود آپ مسئلہ حق پر قائم رہے اور یہی اعلان فرماتے رہے کہ "مسئلہ ہلال ریڈیو کی خبر شرعی معیار پر پوری نہیں اترتی۔ ثبوت ہلال کیلئے روایت و شہادت درکار ہے۔ اگر کسی نے چاند دیکھا ہے یا کہیں سے شہادت موصول ہوئی ہے تو بیشک روزہ رکھو اور عید کرو ورنہ ثبوت شرعی کے بغیر دینی معاملہ میں مداخلت و سینہ زوری سے باز رہو۔" اس سلسلہ میں آپ نے کبھی کسی مصلحت و رعایت کا مظاہرہ نہ کیا۔ اگر رویت

ہوئی یا شہادت مل گئی تو فبہا ورنہ بلا خوف لومۃ لائم ریڈیو کی خبر کے برعکس ہمیشہ آپ نے مسئلہ شرعی پر عمل کیا۔ اس سلسلہ میں اگرچہ آپ کو امراء کی ناراضگی، مخالفین کی شر انگیزی، مقدمہ بازی و شدید پراپیگنڈا سے دوچار ہونا پڑا لیکن ہمیشہ حق کی فتح اور آپ کی کامیابی ہوتی رہی اور عوام کا جم غفیر آپ کے دامن سے وابستہ رہا اور لوگ آپ کی استقامت پر قربان ہوتے رہے

ظفر اللہ کی ملاقات قیام فیصل آباد کے ابتدائی سالوں میں مخالفین نے آپ کی روحی ہوئی کامیابی و مقبولیت اور اہلسنت و جماعت کی حقانیت کا مظاہرہ دیکھ کر بزعم خویش آپ کا مقام لوگوں کی نظروں سے گرانے کیلئے ۱۹۵۲ء میں گوبلز کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ایک سوچی سمجھی سکیم کے مطابق یہ بے پر کی خبر اُڑائی کہ (معاذ اللہ) "مولانا سردار احمد نے سر ظفر اللہ قادیانی سے ملاقات کی ہے اور آپ درپردہ مرزائیت نواز ہیں"۔

اس محض بے بنیاد و من گھڑت جھوٹی خبر کو مخالفین نے بعض اخبارات و پوسٹر اور جلسہ و جلوس کے ذریعہ خوب زور شور سے پھیلایا اور حضرت شیخ الحدیث کے خلاف دل کھول کر پراپیگنڈا کیا لیکن اس مخالفانہ پراپیگنڈا کی آندھی کے باوجود آپ کے استقلال و استقامت میں ذرہ بھر کمی و قدموں میں قطعاً لغزش واقع نہ ہوئی اور آپ اس شدید ترین مکدر فضا میں ببانگ دہل اس حقیقت کا اظہار فرماتے رہے کہ "کسی منکر اسلام بدعقیدہ و بدمذہب سے میل ملاپ میرے طریقہ کے خلاف ہے اور یہ انہی لوگوں کا شیوہ ہے جو مجھ پر یہ بہتان باندھ رہے ہیں اور انہی کے اکابر مولوی حسین احمد مدنی و ابوالکلام آزاد وغیرہما گاندھی و نہرو جیسے کافروں کے حلقۂ ارادت میں شامل تھے۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں نے ظفر اللہ سے ملاقات کی وہ افترا کرتا ہے اور سراسر جھوٹ بولتا ہے۔ جن لوگوں نے اپنے جلسہ وغیرہ میں اس جھوٹ کی اشاعت کی ہے یاد رکھیں کہ دروغ کو فروغ نہیں ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں سچائی کی توفیق عطا فرمائے اور جھوٹوں کے شر اور فتنہ سے محفوظ فرمائے" بالآخر اس ہنگامہ میں ڈپٹی کمشنر لائلپور نے ۲۸ مئی ۱۹۵۲ء کو معززین شہر و اکابرین لیگ کے ایک اجتماع میں یہ اعلان کیا کہ "جہاں تک میری سرکاری و غیر سرکاری اطلاعات کا تعلق ہے۔ میں واشگاف الفاظ میں بتانا چاہتا ہوں کہ

مولانا سردار احمد نے وزیر خارجہ ظفر اللہ خاں کے قیام لائلپور کے دوران میں ان سے ملاقات نہیں کی"۔ (روزنامہ عوام و روزنامہ اعلان لائلپور ۲۹ مئی ۱۹۵۲ء)

آپ کے انتقال پر ملال پر روزنامہ غریب لائلپور نے اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ "آپ کی کامیابی و کامرانی دیکھتے ہوئے بعض لوگوں کے دلوں میں بغض و حسد کی آگ بھڑک اٹھی۔ آپ کے خلاف طرح طرح کی خوفناک سازشیں کی گئیں۔ آپ کے خلاف انتہائی گمراہ کن پراپیگنڈا کیا گیا۔ ظفر اللہ خاں قادیانی سے آپ کی ملاقات کی گمراہ کن جھوٹی خبر اڑائی گئی مگر آپ نے یہ سب کچھ صبر و تحمل کے ساتھ برداشت فرمایا اور آہستہ آہستہ آپ کی صداقت دنیا پر ظاہر ہوتی چلی گئی"۔ (روزنامہ غریب لائلپور ۳ جنوری ۱۹۶۳ء)

تحریک ختم نبوت: تحریک ختم نبوت کے دوران بھی آپ پر سخت ابتلاء و آزمائش کا وقت آیا لیکن آپ نہایت مضبوطی کے ساتھ اپنے حق مسلک و صحیح موقف پر ڈٹے رہے۔ اس تحریک میں اگرچہ مختلف مکاتب فکر کے حضرات شریک تھے لیکن چونکہ اس تحریک میں بعض ایسے لوگ بھی تھے جو نظریہ پاکستان کے مخالف تھے اور قیام پاکستان کی شدید دشمنی کا مظاہرہ کر چکے تھے اور ان کے خلوص پر جا طور پر شبہ تھا۔ علاوہ ازیں ان کے عقائد قادیانیوں کی طرح بجائے خود خطرناک تھے نیز تحریک جو انداز و طریقہ کار اختیار کر رہی تھی اس کے نتائج بھی آپ کی چشم حق بین سے پوشیدہ نہیں تھے۔ اس لئے ان وجوہ کی بنا پر آپ نے عملی طور پر تحریک میں شمولیت نہ فرمائی اور تحریک سے باہر رہ کر اپنے مسلک کے مطابق مرزائیوں اور دیگر مخالفین اہلسنت کا ڈٹ کر رد فرماتے رہے۔ مخالفین نے اس موقع کو بھی اپنے لئے غنیمت جانا اور شدید ترین جارحانہ پراپیگنڈا کے بل بوتے پر آپ کو نیچا دکھانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ جامعہ رضویہ کو نذر آتش کر دینے کا پروگرام بنایا لیکن اس کے باوجود اس مرد حق آگاہ کے مسلک و موقف میں قطعاً جنبش نہ ہوئی۔ آپ کے قدم مبارک بالکل نہ ڈگمگائے اور اس ہوشربا ہنگامہ میں آپ ایسے پہاڑ کی طرح اپنے مقام پر قائم رہے جسے کوئی آندھی سیلاب اور زلزلہ اپنے مقام سے نہیں ہٹا سکتا۔ آخر اس مرد مجاہد کی استقامت کرامت

پر غالب آئی۔ مخالفانہ شورش و مخالفت کے بادل چھٹ گئے اور جب تحریک کے بعض لیڈروں کے رازہائے اندرونی اور پس منظر سامنے آیا تو لوگ اس اعتراف پر مجبور ہو گئے کہ واقعی شیخ الحدیث نے ان حالات میں تحریک میں شامل نہ ہو کر اپنی شخصیت و اپنے مذہب کے تقدس و وقار کو بچا لیا ہے اور آپ کا کردار قوم کیلئے روشنی کا مینار ثابت ہوا ہے۔

حرم مکہ کا واقعہ: ۱۹۵۷ء میں جب آپ دوسری مرتبہ حرمین طیبین کی حاضری کیلئے روانہ ہوئے اور مخالفین کو آپ کی روانگی کا علم ہوا تو انہوں نے وہاں پر آپ کو تنگ کرنے کیلئے یہیں سے منصوبہ تیار کر لیا۔ چونکہ حرمین طیبین میں آپ اپنی نماز با جماعت الگ ادا فرماتے تھے اس لئے مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران بھی آپ کسی ہنگامہ و تحریک کے بغیر نہایت امن و خاموشی کے ساتھ اپنے عقیدہ و مسلک کے مطابق اپنی نماز با جماعت الگ ادا فرماتے۔ یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی وہاں پر مختلف اطراف کے اور کئی حضرات و علماء بھی نجدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کی بجائے اپنی نماز الگ ادا فرماتے ہیں لیکن چونکہ مخالفین کو آپ کے ساتھ خاص طور پر پرخاش تھی اس لئے انہوں نے اس کی آڑ لیکر وہاں بھی آپ کے خلاف پراپیگنڈا شروع کر دیا اور سعودی حکام کو آپ کے خلاف بھڑکا کر آپکو گرفتار کرانے کا پروگرام بنایا اور اپنی اس متوقع صورت حال کے پیش نظر پاکستان میں بھی یہ خبر بھجوادی کہ مولانا سردار احمد صاحب پر مقدمہ چلا کر انہیں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اس طرح مخالفین نے پاکستان و سعودی عرب دونوں جگہ آپ کے خلاف دل کی بھڑاس نکالنے کی ناکام کوشش کی۔ مکہ مکرمہ میں وہاں کے قاضی نے اس پراپیگنڈا و آپ کے خلاف رپورٹوں کی بنا پر حضرت شیخ الحدیث کے معلم کو کہلا بھیجا کہ "مولانا کو ساتھ لے کر میرے پاس تشریف لائیں"۔ چنانچہ معلم صاحب جب آپ کو ساتھ لے کر قاضی کے پاس روانہ ہوئے تو ہندو پاکستان کے اور بھی بہت سے احباب آپ کے ساتھ ہو لئے۔ جب آپ قاضی صاحب کے دفتر میں پہنچے تو وہ آپ کی باوقار شخصیت و بارعب چہرہ دیکھ کر اپنے پاس بیٹھے ہوئے مخالفین سمیت آپ کی تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے اور عوام کو اپنے دفتر میں بٹھا کر دو چار آدمیوں کو ساتھ لے کر حضرت شیخ

الحدیث کو ایک الگ کمرہ میں لے گئے اور آپ کو نہایت اعزاز کے ساتھ بٹھا کر نماز الگ پڑھنے کی وجہ دریافت کی؟ آپ نے فرمایا "ایک وجہ تو یہ ہے کہ جس وقت آپ لوگ نماز پڑھتے ہیں اس وقت ہمارے حنفی مذہب کے مطابق عموماً نماز کا وقت نہیں ہوتا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ نماز لاؤڈ اسپیکر پر پڑھائی جاتی ہے اور یہ شرعاً جائز نہیں ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ ہمارے اور آپ کے عقائد میں اختلاف ہے ہم رسول پاک ﷺ کو پکارتے "آپ سے استغاثہ کرتے اور مدد طلب کرتے ہیں اور آپ اس کی بناء پر ہمیں مشرک قرار دیتے ہیں"۔

اس پر نجدی سعودی قاضی اور حضرت شیخ الحدیث کے درمیان حسب ذیل بحث ہوئی۔

قاضی: "واقعی رسول اللہ ﷺ کو پکارنا اور آپ سے استغاثہ و مدد طلب کرنا صحیح نہیں ہے"

شیخ الحدیث (چند احادیث پڑھ کر) "ان احادیث مبارکہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حضور ﷺ سے استغاثہ و مدد طلب کرنا ثابت ہے"۔

قاضی: "جس وقت صحابہ نے حضور سے مدد طلب کی تھی اس وقت آپ زندہ تھے اور اب چونکہ آپ زندہ نہیں ہیں اس لئے آپ کو پکارنا اور آپ سے استغاثہ و مدد طلب کرنا شرک ہے" (معاذ اللہ)

شیخ الحدیث: آپ کا یہ کہنا کہ حضور ﷺ زندہ نہیں ہیں۔ تصریحات احادیث کے خلاف ہے۔ رسول اللہ ﷺ جس طرح پہلے زندہ تھے اب بھی اسی طرح زندہ ہیں۔ حدیث شریف میں ہے ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق (رواہ ابن ماجہ) یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے اجسام کھانا حرام فرمادیا ہے پس اللہ کا نبی (بعد انتقال بھی) زندہ ہوتا ہے اور اس کو رزق دیا جاتا ہے" اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۱)

قاضی اس پر لاجواب ہو گیا اور اس نے یہ کہہ کر آپ کو رخصت کیا کہ "اگر آپ اپنی نماز الگ ہی پڑھنا چاہتے ہیں تو پھر اس بات کا خیال رکھیں کہ کوئی ہنگامہ وغیرہ نہ ہو"۔ آپ نے فرمایا "ہمارا پہلے ہی ہنگامہ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے"۔ چنانچہ جس طرح آپ عزت و شان کے

ساتھ تشریف لے گئے تھے اسی طرح آپ عزت و کامیابی کے ساتھ واپس آئے اور مخالفین کی آرزوؤں پر پانی پھر گیا اور آپ کی پاکستان واپسی کے بعد یہاں کے لوگوں پر مخالفین کا جھوٹا ہونا واضح ہو گیا اور لوگوں نے سمجھ لیا کہ مولانا سردار احمد ایک کھرا سونا ہے اور کوئی خوف اور پراپیگنڈا انہیں اپنے سچے موقف سے ہرگز ہٹا نہیں رکھ سکتا"۔ روزنامہ غریب لائلپور رقمطراز ہے "۱۹۵۶ء میں آپ زیارت مدینہ منورہ و حاضری کعبہ معظمہ کیلئے تشریف لے گئے۔ آپ نے وہاں بھی حق و صداقت کا انتہائی مظاہرہ فرمایا۔ آپ نے غیر حکومت میں جاکر بھی حکومت کے مذہب کے خلاف اپنے مسلک و مذہب حق کا وقار برطور قائم رکھا۔ اس زمانے میں بھی آپ کے خلاف کئی قسم کی غلط اور بعض حسد آمیز افواہیں پھیلائی گئیں جن میں بعض اخبارات کا زیادہ ہاتھ تھا"۔ (روزنامہ غریب لائلپور ۳ جنوری ۱۹۶۳ء)

بدعقیدہ لوگوں سے نفرت: سفر حج کی روانگی کے موقع پر ملتان اسٹیشن پر آپ کے عقیدہ کے مخالف ایک (دیوبندی احراری) مولوی و لیڈر آپ کے پاس ملاقات کیلئے آیا اور مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھایا۔ آپ نے کچھ محسوس فرما کر مصافحہ کے بغیر اس سے پوچھا "آپ کی تعریف؟" اس نے اپنا تعارف کرایا تو آپ نے فرمایا کہ "اپنے عقیدہ کے مطابق جب آپ ہمیں مشرک سمجھتے ہیں تو پھر مصافحہ کا کیا مطلب ہے؟" اس نے کہا "میں آپ کو ایسا نہیں سمجھتا"۔ اس پر آپ نے اس کے مذہب کے چند حقائق بیان کئے اور وہ کھسیانہ ہو کر چلا گیا۔

صدارت نہیں سدا رد: مولانا معین الدین شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول "ایک مرتبہ دیوبندیوں وہابیوں کا ایک وفد حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے پروگرام کے مطابق ایک نظم مشترکہ جلسہ کی صدارت کیلئے آپ کو عرض کیا تو حضرت صاحب نے فی البدیہہ فوراً جواب دیا کہ "فقیر ایسے جلسوں کی صدارت نہیں کرتا بلکہ ان کا سدا رد کرتا ہے"۔ اس پر دیوبندی وہابی وفد کے ارکان لاجواب ہو کر چل دیئے۔

﴿﴾ ایسے ہی ایک مرتبہ ایک ڈی سی (جو کہ منکرین صحابہ سے تعلق رکھتا تھا) نے سلام کیلئے ہاتھ بڑھایا تو آپ نے اس سے مصافحہ نہ کیا۔

تحدیث نعمت: حضرت صاحب علیہ الرحمۃ تحدیث نعمت کے طور پر یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ "الحمد للہ سردار احمد کا ہاتھ کبھی کسی بدمذہب گستاخ کے ہاتھ سے مس نہیں ہوا۔ اگر ہم کسی گستاخ و بے ادب (قادیانی و شیعہ اور دیوبندی وہابی وغیرہ) سے سلام و مصافحہ کریں تو رسول اللہ ﷺ کو کیا منہ دکھائیں گے۔ (کہ ہمارے گستاخوں کے ساتھ تمہارا میل جول، سلام و مصافحہ اور رشتہ داری و یاری دوستی ہوتی رہی ہے)

سبحان اللہ: کیا استقامت اور عمل و اخلاص ہے۔ کیسی پکی تبلیغ اور غیرت ایمانی ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ تمام سنی و حضرت محدث اعظم کے معتقدین بھی ایسا ہی رویہ اختیار کریں۔

دوستی و ناراضگی کا معیار: قیام پاکستان کے ابتدائی دور میں آپ ایک مقام پر تشریف فرما تھے۔ اچانک وہاں پر حضرت مولانا ابوالکلام صاحبزادہ فیض الحسن صاحب بھی تشریف لے آئے لیکن چونکہ ان دنوں صاحبزادہ صاحب کا مخالفین اہلسنت کے ساتھ میل ملاپ تھا اس لئے حضرت شیخ الحدیث نے آپ سے ملاقات نہ فرمائی بعد میں صاحبزادہ صاحب نے جب رفتہ رفتہ مخالفین اہلسنت سے علیحدگی اختیار کر لی اور حضرت شیخ الحدیث کو یقین ہو گیا کہ صاحبزادہ صاحب کا اب اُن لوگوں سے تعلق نہیں رہا تو اس کے بعد آپ صاحبزادہ صاحب سے نہایت محبت و شفقت سے پیش آئے اور اہلسنت کی تبلیغ و خدمت کے سلسلہ میں آپ کی مساعی پر خوشنودی کا اظہار کیا اور ایک مرتبہ صاحبزادہ صاحب سے فرمایا کہ "کسی کے ساتھ میری محبت و عداوت محض حق اور رسول پاک ﷺ کے تعلق کی بنا پر ہے۔ اُس وقت میرا آپ سے ملاقات نہ کرنا بھی اسی جذبہ کے تحت تھا کہ آپ کا تعلق و ہمنشینی اُن لوگوں کے ساتھ تھی جن کا عقیدہ عظمت و شان رسالت کے خلاف ہے اور مجھے آپ کو اس بات کا احساس دلانا مقصود تھا۔ یہ دین آپ حضرات (سادات کرام) ہی کے گھر سے نکلا ہے۔ میں تو سادات کرام اور دین پاک کا ایک خادم ہوں"۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے حضرت محدث اعظم پاکستان کے چالیسواں پر جلسہ عام میں اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ "ایک دفعہ ڈھاباں سنگھ میں کسی نے میری دعوت کی۔ وہاں حضرت شیخ الحدیث بھی موجود تھے۔ میں

خوش تھا کہ ملاقات ہو گی مگر جب میں وہاں گیا تو حضرت شیخ الحدیث نے دروازہ نہ کھولا اور ملاقات نہ کی۔ میرے دل میں رنجش پیدا ہوئی کہ حضرت نے یہ مناسب نہیں کیا۔ میں نے بھی عہد کر لیا کہ آئندہ نہیں ملوں گا۔ تین سال کے بعد میں آلو مہار میں سو رہا تھا کہ مجھے میرے جد امجد کی زیارت ہوئی۔ انہوں نے ایک دعوت میں بلایا اور فرمایا کہ "آؤ ایک عظیم شخصیت سے تعارف کراتا ہوں میرے جد امجد نے ایک بزرگ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ "یہ بزرگ مولوی محمد سردار احمد صاحب ہیں ان سے ملو اور ان کی خدمت میں جایا کرو"۔ میں اس خواب سے اتنا متاثر ہوا کہ میری کیفیت ہی بدل گئی۔ اس خواب کی تعبیر یوں ہوئی کہ حضرت مولانا ابو داؤد محمد صادق صاحب نے ایک خاص دعوت میں ہم دونوں کو بلایا۔ حضرت شیخ الحدیث نے مجھے سینے سے لگا لیا' میری دنیا ہی بدل گئی"۔ آپ نے مزید بتایا کہ "جب میں جنازہ کیلئے لائلپور گیا تو مجھے معلوم نہیں تھا کہ جنازہ کی نماز کہاں ادا کی جائے گی لیکن جب لائلپور میں داخل ہوا تو ایک نور کی شعاع میری رہنمائی کر رہی تھی میں اس شعاع کی طرف بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ دھوبی گھاٹ آ گیا۔

ع ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے   کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

یہ آپ کی کرامت ہے کہ آپ پر تجلیات کی بارش ہو رہی تھی (روزنامہ غریب لائلپور ۲۳۔۳۔۹)

ایک عجیب اتفاق: یہاں پر یہ امر قابل ذکر ہے کہ ظاہری ملاقات سے پہلے جس طرح صاجزادہ صاحب کو خواب میں حضرت شیخ الحدیث سے متعارف کرا لیا گیا اسی طرح خواب میں صاجزادہ صاحب سے حضرت شیخ الحدیث کی ملاقات کا بھی اتفاق ہو گیا۔ چنانچہ ملاقات سے کچھ روز قبل جب فقیر نے حضرت شیخ الحدیث سے اس سلسلہ میں عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ "صاجزادہ صاحب سے ہم پہلے بھی ملاقات کر چکے ہیں"۔ میں نے متعجب ہو کر عرض کیا کہ "حضور! وہ کہاں؟" تو آپ نے فرمایا "خواب میں"۔ اس کے بعد آپ نے بیان کیا کہ "میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مجلس قائم ہے۔ جس میں میں بھی حاضر ہوں اور صاجزادہ صاحب بھی موجود ہیں اور وہاں پر صاجزادہ صاحب سے خوب اچھی طرح ملاقات ہوئی ہے"۔

عالم خواب: میں ملاقاتوں کے بعد مدرسہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم گوجرانوالہ کے سالانہ اجلاس کے موقع پر فقیر راقم الحروف کے ہاں دونوں حضرات کی محبت آمیز ملاقات، پُر خلوص گفتگو ہوئی اور دونوں حضرات کے خوابوں کی عملی تعبیر سامنے آگئی۔ اس ملاپ، ملاقات کا منظر بھی عجیب پُر کیف ورقت آمیز تھا۔ ایک طرف سے صاحبزادہ صاحب جناب آگے بڑھے دوسری طرف سے حضرت شیخ الحدیث جذبہ عقیدت سے سرشار اٹھے سلام مسنون و مرحبا اور مصافحہ و معانقہ ہوا۔ صاحبزادہ صاحب نے کہا کہ "افسوس کہ ہم اتنی دیر آپ کے فیوض و برکات سے محروم رہے"۔ حضرت شیخ الحدیث نے فرمایا کہ "ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے"۔ اس واقعہ سے تمام اہلسنّت میں مسرت کی لہر دوڑ گئی اور دونوں حضرات کے درمیان آخر تک نہایت پُر خلوص تعلق و رابطہ قائم رہا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

انگریزی کچہری: آپ ساری عمر کبھی انگریزی کچہریوں میں نہیں گئے۔ مخالفین نے بارہا جھوٹے مقدمات بنوائے اور آپکو کچہری میں پہنچانے کیلئے پورا زور لگایا مگر بفضلہ تعالیٰ کبھی آپ کو کچہری نہیں جانا پڑا۔ بعض اوقات مخالفین آپ کو کچہری بلوانے کی تگ و دو میں مصروف ہوتے اور آپ دربار داتا رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہو جاتے اور معاملہ رفع دفع ہو جاتا۔ ایک مرتبہ ایک فتویٰ کے سلسلہ میں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں آپ کی طلبی ہوئی تو بعض احباب کے عرض کرنے پر آپ بادل نخواستہ کار پر تشریف لے جارہے تھے اور دفع بلا کیلئے قصیدہ بردہ شریف کا یہ شعر وردِ زبان تھا۔ هو الحبيب الذى ترجى شفاعته

لكل هول من الاهوال مقتحم

یعنی:۔ وہ حبیب کبریا جس کی شفاعت کی امید — ہے یقینی وقت کرب و سختی و ہول اعم

جب آپ ٹوبہ ٹیک سنگھ پہنچے تو وکیل نے کہا "عدالت نے کہہ دیا ہے کہ مولانا کا یہاں آنا ضروری نہیں ہے"۔ چنانچہ آپ حمد الٰہی بجالائے اور شاداں و فرحاں واپس تشریف لائے۔

امراء و غرباء سے برتاؤ: آپ غایت احتیاط و تقویٰ اپنی خودداری اور اعزاز علم کی بناء پر دنیادار امراء و افسران کے دروازوں پر گھومنا اور ان کے آستانوں کا چکر لگانا ناپسند فرماتے تھے۔

حتی کہ بعض اعلیٰ افسران آپ کو بلانا چاہتے لیکن آپ اجتناب فرماتے۔ مکہ مکرمہ میں آپ کی علمی جلالت و بزرگی سے مطلع ہو کر بعض اعلیٰ افسروں نے آپ کی دعوت کرنا چاہی لیکن آپ نے اعراض فرمایا۔ اس کے برعکس کوئی صحیح العقیدہ غریب سنی دعوت کی پیشکش کرتا تو جہاں تک ہو سکتا آپ قبول فرما لیتے اور اس کے معمولی و سادہ کھانے پر بھی اس کی تحسین کرتے اور خوشنودی کا اظہار فرماتے تاکہ اس کے دل میں کوئی ملال نہ آئے۔

سرگودہا کی فتح : دنیائے بدمذہبیت آپ کے نام سے کانپتی تھی۔ آپ جہاں تشریف لے جاتے مخالفین پر رعب طاری ہو جاتا اور وہ آپ کا بیان بند کرنے کیلئے مختلف کوششیں شروع کر دیتے لیکن آپ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم ﷺ کی نگاہ عنایت سے ہمیشہ مظفر و منصور ہوتے۔ سرگودہا کی سرزمین پر اہلسنت و جماعت کا پہلا اجلاس منعقد ہو رہا تھا۔ جس میں پیر طریقت حضرت علامہ خواجہ محمد قمر الدین سیالوی اور حضرت مولانا عارف اللہ صاحب راولپنڈی (رحمۃ اللہ علیہما) بھی تشریف فرما رہے تھے۔ پہلا بیان حضرت شیخ الحدیث کا تھا۔ آپ عظمت و شان رسالت اور اہلسنت کی حقانیت پر پرجوش بیان فرما رہے تھے کہ مخالفین نے سوچی سمجھی سازش کے تحت حملہ کر دیا اور جلسہ میں ہنگامہ ہو گیا تھوڑی دیر تعطل کے بعد جلسہ پھر جاری ہو گیا اور آپ نے سلسلہ بیان شروع فرمایا اور مسلسل تین چار گھنٹے بیان فرماتے رہے۔ اس کے بعد سرگودہا فتح ہو گیا سرگودہا کی زمین اہلسنت کیلئے کشادہ اور اس کے دروازے اہلسنت و جماعت پر مفتوح ہو گئے اور آپ کی توجہ و برکت سے سرگودہا میں اہلسنت و جماعت کا جمعہ شروع ہو گیا۔ آپ شروع میں علماء کو اپنے خرچ پر جمعہ پڑھانے کیلئے فیصل آباد سے سرگودہا بھیجتے رہے۔ جس کا یہ نتیجہ ہے کہ آج سرگودہا میں اہلسنت و جماعت کی ایک عظیم طاقت ہے۔ اسی طرح اور کئی مقامات پر آپ نے اپنے خداداد علم و فضل اور روحانی طاقت سے مخالفین اہلسنت کے قلعوں کو فتح کر کے وہاں پر اہلسنت و جماعت کے مراکز قائم فرمائے۔ آپ کے استقلال، استقامت اور ہمت و شجاعت کے یہ چند واقعات بطور نمونہ از خروارے ہیں ان سے آپ کی عظمت و شخصیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ فی الحقیقت آپ اپنی زندگی و صحت

میں اس شعر کا چلتا پھرتا نمونہ تھے۔ ؎ گو لاکھ زمانہ دشمن ہو حالات بھی خوش اطوار نہ ہوں
باطل سے ٹکرانے والے باطل سے ٹکراتے ہیں

باتیں ان کی یاد رہیں گی

؎ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد   روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

اس وقت مضمون کا عنوان ہے "باتیں ان کی یاد رہیں گی" کن کی باتیں؟ ان کی باتیں جن کی باتیں سننے والا کبھی سیر نہیں ہوتا تھا' جن کو دیکھنے والا چاہتا تھا کہ میں یہ مقدس صورت اور پیارا چہرہ دیکھتا ہی رہوں۔ آہ! نہ اب ہم ان کی پیاری باتیں سن سکیں گے اور نہ ہی وہ مقدس چہرہ دیکھ سکیں گے لیکن جہاں تک ان سے سنی ہوئی اور ذہن میں محفوظ باتوں کا تعلق ہے وہ ع ...... "باتیں ان کی یاد رہیں گی" اور انہی باتوں سے اب گرمیٔ محفل اور مضامین کی سرخی کا سامان ہوگا۔ محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد صاحب بانی جامعہ رضویہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی و جلیل القدر شخصیت کے متعلق جب یہ خیال آتا ہے کہ وہ ہمیں چھوڑ کر دنیا سے چل دیئے ہیں تو دل از حد پریشان و افسردہ ہو جاتا ہے اور جب ان کے متعلق کچھ لکھنے کا ارادہ ہوتا ہے تو ان کی جامع شخصیت کے کئی عنوانات آنکھوں کے سامنے پھر جاتے ہیں اور ان کے مختلف اوصاف و اخلاق مستقل عنوان بن کر سامنے آتے ہیں۔ ہم نے اس وقت وہ عنوان اختیار کیا ہے جو ان سب کا جامع ہے اور ان کی جامع شخصیت کے عین مناسب ہے اور وہ ہے۔ ع ...... "باتیں ان کی یاد رہیں گی" یوں تو ان کی باتیں بہت ہیں لیکن ان کی سب سے نمایاں بات اور تمام باتوں میں سرفہرست اور باقی باتوں کی محرک و موجب جو بات ہے وہ ہے

عشق و محبتِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

چنانچہ اس وقت ان کی جو سب سے نمایاں بات زبان زد خواص و عام ہے وہ یہی عشق و محبت کی داستان ہے۔ ان کے اس وصف خاص کا اظہار صرف ان کی زبان پر ہی نہیں ہوتا تھا بلکہ یہ ان کے دل میں رچا ہوا اور رگ و ریشہ میں سمایا ہوا تھا اور وہ بلا تکلف و تصنع اس کے سانچے میں

ڈھلے ہوئے تھے۔ خلوت و جلوت میں وہ سب سے زیادہ جس بات کا ذکر فرماتے وہ یہی عشق و محبت کی بات تھی اور ذکر رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اس کی بنا پر دورۂ حدیث شریف ان کی روحانی غذا تھی اور یہی چیز ان کی سب سے بڑی مسرت و شادمانی کا سامان تھی اور یہ بات صرف دارالحدیث "منبر و محراب اور جلسہ و جلوس تک محدود نہ تھی بلکہ سفر و حضر میں سب جگہ اس کا مظاہرہ ہوتا تھا وہ ۔ جامی ثنائے یار کند انشراح صدر

ہردم وظیفہ گفتن نام محمد است (ﷺ) کا پورا پورا نمونہ تھے

دورۂ حدیث شریف کی تو غرض و غایت اور موضوع ہی یہی تھا۔ وہ جس طرح احادیث کی تشریح کرتے سرور دو عالم ﷺ کا ذکر پاک، شیون و صفات کا بیان فرماتے اور درس حدیث کے اول و آخر و درمیان میں قصیدہ بردہ شریف و عربی و اردو کا نعتیہ کلام جس طرح پڑھتے سنتے اور جھومتے تھے اور عشق رسول ﷺ میں جس طرح ان کی آنکھوں سے داڑھی مبارک پر آنسو بہتے تھے اور حاضرین پر جو کیفیت طاری ہوتی تھی وہ ان کے دیکھنے والوں کو خوب یاد ہے اور وہی اس کیفیت کو جانتے ہیں۔ دارالحدیث کے باہر عارف جامی علیہ الرحمہ کی اس شعر کی کتابت بھی ان کے عشق و محبت کی مظہر ہے کہ

۔ خوشا مسجد و مدرسہ خانقاہے — کہ دروے بود قیل و قال محمد (ﷺ)

انہوں نے ساری عمر مسجد و مدرسہ "منبر و محراب اور اجتماعات و اجلاس کو عشق و ذکر رسول ﷺ کی بہار سے آباد معمور رکھا اور حسن اتفاق سے ان کے آخری مقام کا جس جگہ تعین ہوا ہے وہاں بھی صبح و شام ذکر پاک کا سلسلہ شروع ہے اور ان کی اس روحانی غذا و دلی تمنا کا پورا پورا سامان ہے اور ۔ خوشا مسجد و مدرسہ خانقاہے

کہ دروے بود قیل و قال محمد (ﷺ) کا مکمل نقشہ موجود ہے۔

بسا اوقات آپ ریلوے اسٹیشن یا بس کے اڈہ پر پہنچے اور گاڑی و بس میں کچھ تاخیر ہوئی تو آپ نے قصیدہ بردہ شریف "نعت خوانی و ذکر پاک کا سلسلہ شروع کرا دیا۔ اسی طرح گاڑی چل رہی ہے اور اس میں نعت شریف و ذکر پاک "وعظ و تقریر" مسئلہ مسائل اور مناظرہ کا سلسلہ جاری

ہے اور پورا ذہن و تمام حاضرین آپ کے چہرہ کے انوار و ذکر پاک سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ محبوبیت کا یہ عالم ہے کہ جہاں بیٹھتے ہیں جلسہ بن جاتا ہے' جدھر سے گزرتے ہیں جلوس ساتھ ہوتا ہے۔ آپ کے چہرہ کو دیکھ کر لوگ آپ کی طرف کھنچے آتے ہیں اور باتوں میں ایسی شیرینی و حلاوت اور درد و خلوص ہے کہ بیٹھنے والے اٹھنے کا نام نہیں لیتے۔ بسا اوقات منتظمین کو کھانا کھلانے' جلسہ میں لے جانے اور آرام کا موقع دینے کیلئے حاضرین سے معذرت کرنا پڑتی ہے اور انہیں اٹھنے کیلئے گذارش کی جاتی ہے۔ یہی منظر جنازہ مبارکہ پر تھا۔ لوگ دھکے کھا رہے ہیں' پولیس کی مار پڑ رہی ہے لیکن ہٹنے کا نام نہیں لیتے اور چاہتے ہیں کہ جو کچھ بھی ہو ایک مرتبہ آخری جھلک دیکھ لیں' جنازہ کو کاندھا دے لیں' تابوت شریف کو ہاتھ لگا لیں۔ غرضیکہ یہ ایک عجیب نظارہ ہے اور سرکار اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی اس دعا کا عملی جلوہ دیکھنے میں آرہا ہے کہ۔

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے — یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا
عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا — فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا

آغاز تقریر: سننے والوں کو یاد ہوگا کہ جب آپ تقریر و عظ کیلئے بیٹھتے تو عربی خطبہ کے بعد انتہائی پر سوز و عشق محبت میں ڈوبے ہوئے الفاظ میں حاضرین سے فرماتے "تمامی احباب نہایت ہی اخلاص' ذوق و شوق اور الفت و محبت کے ساتھ آقا و مولیٰ' مدینے کے تاجدار' احمد مختار' محبوب کبریا' سرور انبیاء' شہ ہر دو سرا' شب اسریٰ کے دولہا' عرش کی آنکھوں کے تارے' نبی پیارے ہمارے' نور مجسم' شفیع معظم' نبی محترم' رسول محتشم' سرکار دو عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے دربار عالی میں تین تین مرتبہ جھوم جھوم کر ہدیہ درود و سلام عرض کریں پیش کریں"۔ اس کے بعد آپ خود اور تمام حاضرین مجلس درود شریف پڑھنے میں محو ہو جاتے اور صلوٰۃ و سلام کے نغمات گونج اٹھتے۔ آہ! وہ منظر آج بھی پیش نظر ہے۔ یہ نورانی الفاظ اب بھی دماغوں میں گونج رہے ہیں لیکن کہنے والا نظر نہیں آتا وہ دنیا سے ہمیشہ کیلئے پردہ فرما چکا ہے۔

۔ یا الٰہی کیا کروں دل حوصلہ پاتا نہیں — آنکھیں جس کو ڈھونڈتی ہیں وہ نظر آتا نہیں

آپ کے انہی الفاظ و درود شریف کی برکت سے مجلس کا رنگ جم جاتا، حاضرین پر رقت و کیفیت طاری ہو جاتی اور "علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد" علم و فضل اور عشق و محبت کے موتی لٹانے اور تقسیم فرمانے میں مصروف ہو جاتے۔ اس کے باوجود کہ آپ ایک مانے ہوئے چوٹی کے عالم اور صحیح معنوں میں جامع معقول و منقول تھے اور اردو زبان میں تقریر فرماتے تھے آپ کی تقریر نہایت سادہ اور عام فہم ہوتی۔ آپ نے کبھی اپنا علم و فضل جتانے، حاضرین پر رعب جمانے اور باریک باتیں اور دقیق نکتے بیان کرنے کی کوشش نہیں کی۔

جذبہ تبلیغ کا یہ عالم تھا کہ ہر جلسہ میں تقریباً مذہب حق اہلسنت و جماعت کے تمام عقائد و معمولات کا بیان فرماتے چلے جاتے تاکہ ایک عامی آدمی وہر شخص پر مذہب اہلسنت کی حقانیت آشکارا ہو جائے مخالفین کے غلط شبہات کا ازالہ ہو جائے اور ہر دل میں عشق و محبت مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا چراغ روشن ہو جائے۔ چنانچہ آپ اپنے اس طریقہ میں خاطر خواہ طور پر کامیاب ہوتے اہلسنت کی حقانیت حاضرین مجلس کے دلوں پر نقش ہو جاتی۔ ایک عامی آدمی کو بھی اپنے مذہب سے واقفیت ہو جاتی اور وہ اپنے عقائد پر پختہ ہو جاتا۔ عموماً جہاں بھی آپ کی تقریر ہوتی عوام پر اس کا گہرا اثر ہوتا اور وہاں کی کایا پلٹ جاتی اور لوگ آپ کے علم و فضل کے معترف اور ذات شریف کے گرویدہ ہو جاتے۔ اگرچہ عام مقررین کی طرح آپ کی تقریر میں لطیفہ بازی، عامیانہ باتوں سوقیانہ انداز پھبتیوں اور ٹھٹھا و تمسخر مواد نہیں ہوتا تھا اور نہ ہی شعر و شاعری کا کوئی سامان تھا لیکن اس کے باوجود آپ کے خلوص و حقانیت اور عشق و محبت کا یہ رعب تھا کہ سامعین پر آپ کے کلمات طیبات کا گہرا اثر ہوتا تھا اور لوگ آپ کی مجلس سے اپنی خالی جھولیاں بھر کر اٹھتے تھے۔ آپ کا انداز بیان انتہائی با عظمت پر وقار مشفقانہ اور ناصحانہ ہوتا تھا اور اصلاح عقائد کے ساتھ آپ اصلاح اعمال (پنجگانہ نماز با جماعت، مٹھی بھر داڑھی مبارک اور رزق حلال وغیرہ) کی بھی تلقین فرماتے تھے۔ جیسا بعض مقررین کا طریقہ ہوتا ہے کہ وہ مجمع کی قلت و کثرت سے متاثر ہوتے ہیں "فیس" کے معاملہ و کھانے پینے کے سلسلہ میں تقاضا و تکرار کرتے اور معترض ہوتے ہیں۔ آپ میں ان میں سے کوئی بات

نہ تھی اور آپ ان سب باتوں سے بری تھے۔ آپ کا مقصد صرف سمجھانا و تبلیغ کرنا ہوتا تھا۔ آدمی تھوڑے ہوں یا زیادہ اس سے آپ متاثر نہ ہوتے تھے اور مسلسل بیان فرماتے جاتے تھے اور یہ فیضان عشق ہی تھا کہ صرف آپ کا قال ہی عاشقانہ نہیں تھا بلکہ آپ کا حال بھی عشق و محبت میں رنگا ہوا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ صرف واعظ و مقرر اور عالم و فاضل ہی نہ تھے بلکہ ان کے ساتھ ہی نہایت متقی و پرہیزگار اور پابند شریعت و شیدائے سنت تھے اور اسی بنا پر آپ کو اپنے آقا و مولی سرور عالم ﷺ کے نیاز مندوں اور غلاموں کے ساتھ انتہائی شفقت و محبت تھی اور گستاخان شان رسالت و بد مذہبوں سے سخت نفرت و عداوت تھی۔ ﴿﴾ ایک مرتبہ کرشن نگر لاہور میں مدرسہ حامدیہ رضویہ کے افتتاح کے سلسلہ میں آپ مفتی اعجاز ولی خاں صاحب کے زیر اہتمام ایک منعقدہ جلسے میں بعد نماز ظہر تقریر فرما رہے تھے دوران تقریر عصر کا وقت ہو گیا۔ آپ نے تقریر بند فرما کر نماز عصر باجماعت ادا فرمائی عصر کے بعد پھر بیان شروع فرمایا جو نماز مغرب تک جاری رہا۔ ﴿﴾ ایک بار "اولین دار الحدیث" میں ہم سراجی کا سبق پڑھ رہے تھے اور آپ میراث کے ایک مسئلہ پر تقریر فرما رہے تھے۔ دوران تقریر ایک حدیث کے سلسلہ میں حضور ﷺ کا نام اقدس آیا تو حضرت محدث اعظم علیہ الرحمۃ حضور ﷺ ہی کے فضائل بیان فرمانے لگے اور جو مسئلہ شروع تھا اس سے توجہ ہٹ گئی۔ تھوڑی دیر بعد آپ کو اس کا احساس ہوا تو فرمایا "مسئلہ تو میراث کا بیان ہو رہا تھا لیکن توجہ سرکار دو عالم ﷺ کی شان اقدس کی طرف ہو گئی۔ یہ کہنا تھا کہ آنکھوں میں آنسو آگئے اور ہم سے فرمایا پڑھو۔

بودور جہاں ہر کسے را خیالے
مرا از ہمہ خوش خیال محمد (ﷺ)

چنانچہ آپ کی چشمان مبارک میں آنسو تیرتے رہے اور دار الحدیث عارف جامی علیہ الرحمۃ کے اس نعتیہ کلام سے گونجتا رہا۔ لائل پور میں آپ کا ابتدائی دور تھا محلہ گرو نانک پورہ میں محفل میلاد شریف کا پروگرام تھا اور سردیوں کا موسم تھا۔ حاضرین سردی کے باعث سمٹ سمٹا کر بیٹھے تھے نعت خوانی کے بعد آپ نے بیان فرمایا۔ خطبہ عربی کے بعد آیہ کریمہ وما ارسلنک الا رحمة للعلمین . تلاوت فرما کر ابھی اس کا ترجمہ بھی نہیں کیا تھا کہ دیوبندی حضرات نے ایک منظم پروگرام کے تحت تینوں اطراف سے بھرپور حملہ کیا۔ ایک اینٹ سامنے کی طرف سے آئی

جو مائیکروفون کو لگ کر رُک گئی اور آپ بال بال بچ گئے اسی طرح دائیں طرف اور پچھلی طرف کا حملہ بھی ذکر رسول پاک ﷺ کی برکت سے ناکام ہو گیا لیکن دفعۃً اس شورش کے باعث مجمع جب کھڑا ہوا تو آپ کو اسٹیج پر تشریف فرما نہ دیکھ کر احباب بہت مضطرب ہوئے اور آپ کی تلاش میں اِدھر اُدھر دوڑنے لگے کہ اچانک آپ ایک طرف سے نمودار ہوئے اور فرمایا: "گھبراؤ نہیں۔ کوئی بات نہیں' میں حملہ کی شدت کے باعث اسٹیج سے نیچے اتر آیا تھا اور اب پھر اسٹیج پر جا رہا ہوں"۔ چنانچہ آپ دوبارہ اسٹیج پر جلوہ افروز ہوئے۔ فضا نعرہ جوش نعرہ ہائے تکبیر رسالت سے گونج اٹھی اور جہاں سے بیان رُکا تھا آپ نے وہیں سے شروع فرما دیا اور اپنے مخصوص انداز میں عظمت و شانِ رسالت پر نہایت پر جوش بیان فرمایا مگر کیا مجال کہ حملہ آوروں کے متعلق ایک لفظ بھی زبان پر لائے ہوں یا ان کے اس ذلیل و ناپاک اقدام کے متعلق کچھ کہا ہو۔ بلکہ دورانِ تقریر جب بار بار نعرۂ تکبیر و رسالت کے ساتھ محدث اعظم پاکستان زندہ باد' شیخ الحدیث زندہ باد کا نعرہ لگایا گیا تو آپ نے روک دیا اور فرمایا "میرے نام کی بجائے صرف نعرہ تکبیر و رسالت بلند کرو"۔ تقریر کے بعد صلوٰۃ و سلام پڑھا گیا اور کامیابی کے ساتھ جلسہ کا اختتام ہوا۔ مسیح آپ کے اس ایمان افروز بیان' تحمل و برداشت' زبردست اخلاق' بلند حوصلگی اور اپنی ذات کو زیرِ بحث نہ لانے اور اپنی جان کی پرواہ نہ کرنے کا بہت چرچا ہوا اور بہت سے لوگ از خود مخالفین سے کٹ گئے اور دامنِ شیخ الحدیث سے وابستہ ہو گئے۔

؎ سوتوں کو جگایا اور مستوں کو ہوشیار کیا
خواب میں تھے ہم شیخ الحدیث تو نے ہمیں بیدار کیا

عقیدہ کی پختگی: ایک محل میں مغرب کی نماز کے بعد آپ وظیفہ میں مشغول تھے کہ چند دیوبندی حاضرِ خدمت ہوئے اور انہوں نے عرض کیا کہ "کیا حضور ﷺ ہماری آواز و درود و سلام کو سنتے ہیں؟" آپ نے پیشانی پر اپنی انگلی مار کر فرمایا "حضور ﷺ اس آواز کو بھی سنتے ہیں چہ جائیکہ ہماری آواز و درود و سلام" آپ کے عقیدہ کی مضبوطی اس انداز اور محبت بھرے الفاظ کا ایسا اثر ہوا کہ وہ حضرات وہیں تائب ہو گئے اور سرورِ عالم ﷺ کی بے مثل سماعت پر

ایمان لاکر دائرہ سنیت میں داخل ہو گئے۔ (سبحان اللہ)

حاضری مدینہ : اس کے باوجود کہ آپ قیام بریلی شریف کے دوران حج و زیارت مدینہ منورہ سے مشرف ہو چکے تھے۔ جب عارف جامی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر آپ کے سامنے پڑھا جاتا کہ ۔ مشرف گرچہ شد جامی ز لطفش　　خدایا ایں کرم بار دگر کن

تو آپ آبدیدہ ہو جاتے آپ کا دل یہاں تھا لیکن جان مدینہ پاک میں تھی اور

۔ جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے　　تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

والا معاملہ تھا۔ آخر آپ کا جوش عشق رنگ لایا اور ۱۹۵۴ء میں آپ نے سفر مدینہ کی تیاری مکمل فرمائی۔ مدینہ طیبہ کی روانگی سے قبل جمعہ شریف میں بڑی ہی کیف والہانہ انداز میں آپ نے تقریر فرمائی۔ جس میں سے بعض الفاظ آج بھی کانوں میں گونج رہے ہیں فرمایا "لاہل پور والو! گیاور ہو' مدینہ کے مسافر جا رہے ہیں۔ تم نے ہمیں کافی تکالیف پہنچائیں ہر طرح پریشان و تنگ کرنے کی کوشش کی' تمہارا خیال تھا کہ یہ ایک تنہا آدمی ہے' ہم اس کو دبالیں گے تمہیں کیا معلوم حضور داتا گنج بخش' شہنشاہ بغداد' خواجہ غریب نواز اور اعلیٰحضرت فاضل بریلوی (رضی اللہ عنہم) جیسی سرکاریں ہمارے ساتھ ہیں اور ہمیں ان کی پشت پناہی حاصل ہے۔ اس کے بعد عاشق مدینہ کی سواری جانب مدینہ روانہ ہوئی اور آپ ایک عجیب شان کے ساتھ مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور پھر ایک عجیب شان کے ساتھ واپس آئے۔ عشق و محبت سرور عالم ﷺ کا یہ عالم تھا کہ حج سے قبل گیارہ روز مدینہ منورہ حاضری کے باوجود دل کو سیری نہ ہوئی اور حج سے واپس آنے کے بعد مکہ مکرمہ سے دوبارہ مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور تقریباً ڈیڑھ ماہ یعنی پورے تینتالیس دن اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے دربار گوہربار میں حاضر رہے۔ خوب خوب دل کی پیاسیں بجھائیں اور مدینہ والے داتا ﷺ کے فیوض و برکات سے فیضیاب و بہرہ ور ہوئے۔ ۔ سو بار مدینے گر جاؤں کب دل کو سیری ہوتی ہے

دل نذر مدینہ کر آؤں یا دل میں مدینہ آ جائے

ایک دفعہ آپ مدینہ منورہ کا عمامہ شریف باندھ رہے تھے جو اچھی طرح نہیں بندھ رہا تھا فرمایا

"یہ مدینہ منورہ کا عمامہ شریف ہے ہمارے قالو میں کیسے آسکتا ہے"۔ (سبحان اللہ)

۔ بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن ۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

وصال شریف: حضرت شیخ الحدیث کے بے مثال اور زبردست وسیع کام اور شبانہ روز جد و جہد کا آپ کی صحت پر بہت اثر پڑا، پہلے تو آپ نے چنداں پرواہ نہ کی لیکن بعد میں صحت زیادہ بگڑ گئی اور طبیعت کمزور ہوتی چلی گئی۔ آخر میں احباب کراچی کے اصرار پر آپ اکتوبر میں سلسلہ علاج و تبدیلی آب و ہوا کراچی تشریف لے گئے، جہاں رجب المرجب کے آخر میں شعبان المعظم ۱۳۸۲ھ کی چاند رات ۲۹ دسمبر ۱۹۶۲ء جمعہ ہفتہ کی درمیانی رات میں ایک بجکر چالیس منٹ پر ۵۹ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جس رات آسمان پر شعبان کا چاند طلوع ہوا اسی رات کراچی میں اہلسنت کا چاند غروب ہو گیا۔

نماز جنازہ: ہفتہ کی صبح کراچی کے احباب نے وہاں نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد ۲ بجے شاہین ایکسپریس پر آپ کے جنازہ شریف کو فیصل آباد روانہ کیا اور آخری مرتبہ اپنے محبوب دینی رہنما کو الوداع کہا۔ جنازے کے ہمراہ بھی کراچی کے کثرت علماء و احباب فیصل آباد روانہ ہوئے، راستہ میں تقریباً ہر اسٹیشن پر عقیدتمندوں نے جنازہ شریف کا استقبال کیا، ۲ شعبان بروز اتوار ساڑھے ۹ بجے صبح شاہین ایکسپریس فیصل آباد ریلوے اسٹیشن پر پہنچی جہاں استقبال کیلئے علماء و عوام کا ایک زبردست ہجوم تھا وہاں سے جنازہ مبارک آپ کے دولت کدہ پر پہنچایا گیا اور اہل خانہ کے آخری مرتبہ زیارت سے مشرف ہونے کے بعد فیصل آباد کے وسیع و عریض میدان دھوبی گھاٹ میں سوا دو بجے بعد نماز ظہر آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں کراچی سے پشاور تک کم و بیش تین لاکھ عوام اور علماء و مشائخ نے شرکت فرمائی۔ نماز جنازہ کے فرائض حضرت مولانا عبد القادر احمد آبادی نے سرانجام دیے۔ (رحمۃ اللہ علیہما)

انوار و تجلیات کی بارش: یہ امر قابل ذکر ہے کہ جنازہ مبارک پر باقاعدہ انوار و تجلیات کا ظہور ہو رہا تھا اور نور کی چمک اور نورانی لہریں نظر آ رہی تھیں جن کا مظاہرہ تمام راستہ موجود رہا۔

روزنامہ عوام لائلپور ۱۲/۱ ۱۳ نے اس واقعہ کو "اسے کیا کہیئے" کے عنوان سے شائع کیا

محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کا پیغام

(اپنے مریدین و تلامذہ کے نام)

جریدہ حمید رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ نے ماشاء اللہ مختصر عرصہ میں دین متین و مذہب مہذب اہلسنّت کی جو عظیم مخلصانہ و مجاہدانہ نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں وہ واضح و ظاہر ہیں ضرورت ہے کہ دین کے ایسے خادم و مخلص مبلغ کی تبلیغ و خدمت کا دائرہ مزید وسیع کیا جائے تاکہ حق کی آواز زیادہ سے زیادہ پھیل سکے اور اہلسنّت و جماعت کا اس سے بھی بڑھ کر چرچا ہو۔ چونکہ عالم اسباب یہ کام اہلسنّت کے تعاون کے بغیر نہیں ہو سکتا اس لئے تمام اہلسنّت احباب کو عموماً اور فقیر کے عزیزان طریقت و جامعہ رضویہ مظہر اسلام کے فارغ التحصیل علماء کو خصوصاً چاہئے کہ وہ "رضائے مصطفیٰ" کی اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور خدمت کے دین کے سلسلہ میں اس کا ہاتھ بٹائیں اس کی آسان صورت یہ ہے کہ جن عزیزان و احباب کے نام "رضائے مصطفیٰ" جاری نہیں وہ سالانہ چندہ بھیج کر خریداران "رضائے مصطفیٰ" میں شامل ہو جائیں جو پہلے سے شامل ہیں وہ کوشش کر کے نئے خریدار بنائیں اور جو علماء مساجد کے خطیب ہے وہ اپنے حلقہ اثر میں "رضائے مصطفیٰ" کی وسعت اشاعت کیلئے کوشش کریں اور کم از کم پانچ پرچے منگوا کر ادارہ "رضائے مصطفیٰ" کے ساتھ تعاون کریں تاکہ اس کی اشاعت کے راستہ میں خطرات و مشکلات حائل نہ ہو سکیں اور یہ اطمینان کے ساتھ احسن طریقہ سے اپنی دینی خدمات جاری رکھے اور اپنا حلقہ مزید وسیع کر سکے "رضائے مصطفیٰ" کے علاوہ دین کی خدمت سرانجام دینے والے دیگر سنی جرائد و رسائل کے ساتھ بھی رابطہ قائم رکھیں اور ان کے ساتھ بھی خوب تعاون کریں تاکہ وہ بھی دینی خدمات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ جو حضرات اس کار خیر میں حصہ لیں اور جو حصہ لے رہیں ہیں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ عزوجل ان کو زیارت حرمین طیبین سے مشرف فرمائے۔ آمین

(فقیر ابو الفضل محمد سردار احمد غفرلہ خادم دارالعلوم اہلسنّت و جماعت جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور) (ماخوذ از ہفت روزہ "رضائے مصطفیٰ" ۲۱ شعبان المعظم ۹ ۱۳۷ھ)

مکتبہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ
کے دینی تبلیغی شعبے

ماہنامہ رضائے مصطفیٰ بیالیس سال سے خدمت دین و مسلک اہلسنت کی اشاعت میں مصروف ہے۔ اپنے حلقہ احباب میں اسے متعارف کروائیں اور خریدار بنا کر وسعت اشاعت میں حصہ لیں۔ سالانہ چندہ ۔/١٠٠ روپے۔

اشتہارات بڑے سائز کے لاجواب مدلل تبلیغی اشتہارات' علماء اہلسنت کی مختلف دینی مسلکی موضوعات پر تصانیف اور امام اہلسنت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی تصانیف مبارکہ خصوصاً ترجمہ قرآن "کنزالایمان" حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں۔

رضوی کیسٹ ہاؤس مرحوم و موجود علماء اہلسنت و جماعت کی تقاریر کی آڈیو کیسٹیں نیز معروف قاری صاحبان کی تلاوت اور نعت خوانان خوش الحان کی نعت خوانی کی کیسٹیں حاصل کرنے کے لیے تشریف لائیں۔

رضوی کمپوزنگ سنٹر الحمد للہ مکتبہ رضائے مصطفےٰ میں کمپیوٹر کمپوزنگ کا آغاز بھی کیا جا چکا ہے۔ ضرورت مند حضرات اردو انگلش کمپوزنگ اور ڈیزائننگ کے لیے تشریف لائیں۔

مکتبہ رضائے مصطفےٰ دارالسلام گوجرانوالہ ☎ 217986

ایمان افروز بہترین کتابوں کے نایاب مجموعے

انوارِ عقیدت

ہدیہ ۱۲ روپے

حضرت ... ولی ... عاشق ... کے عقیدت ...

شاعر اہل سنت حضرت سید ... القادری الرضوی

محدث اعظم پاکستان کی مختصر سوانح حیات

شیخ الحدیث محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد ...

کی سیرت و کردار پر بہترین کتاب

ہدیہ ۱۰ روپے

تحفۂ معراج و حقانیت اہلسنت

معراج النبی ﷺ کے موضوع پر علمی و تحقیقی کتاب

ہدیہ ... روپے

از افادات مبارکہ: عاشق ... پاسبان مسلک ... اہلسنت ...

مولانا الحاج پیر مفتی **ابو داؤد محمد صادق** صاحب

امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان۔

ہدیہ ... روپے

از افادات مبارکہ: عاشق ... پاسبان مسلک ... اہلسنت ...

مولانا الحاج پیر مفتی **ابو داؤد محمد صادق** صاحب

امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان

ہدیہ ۲۰ روپے

تحفۃ النساء

غیرت ایمانی پردہ اسلامی "عورتوں کی نماز

اور دیگر ضروری مسائل پر مشتمل لاجواب کتاب

ہدیہ 10 روپے

ترتیب و پیشکش: مولانا محمد سرور قادری رضوی۔

روحانی حقائق

ذکر الٰہی، نعت مصطفیٰ ﷺ، مسائل تصوف و شریعت اور وظائف

و اوراد پر مشتمل ایمان افروز و غفلت سوز مجموعہ مبارکہ

از افادات مبارکہ: عاشق ... پاسبان مسلک ... اہلسنت ...

مولانا الحاج پیر مفتی **ابو داؤد محمد صادق** صاحب

ہدیہ ۲۰ روپے

امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان۔

روحانی خزانے

شجرہ قادریہ رضویہ اور دیگر خیر و برکت کے وظیفوں پر مشتمل کتاب

پاکٹ سائز

ہدیہ ۵ روپے

ترتیب و پیشکش: مولانا محمد عبدالرشید قادری رضوی۔

نوٹ: روحانی حقائق اور روحانی خزانے دونوں کتابوں کا ہر اور طریقت کے پاس ہونا لازمی ہے۔

ملنے کا پتہ: ادارہ رضائے مصطفیٰ چوک دار السلام گوجرانوالہ۔ فون نمبر ۰۳۲۱-۷۱۷۹۸۶۔